حکمتِ سیّد مودودیؒ

انکشافِ حق کا تقاضا

انکشافِ حق کی خاصیت یہ ہے کہ وہ آدمی کو کبھی اس مقام پر نہیں ٹھیرنے دیتا۔ جہاں وہ انکشاف سے پہلے تھا، بلکہ وہ اس کو کشاں کشاں اس مقام کی طرف کھینچ لے جاتا ہے، جدھر حق کی روشنی اُسے نظر آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ کسی تحریک کی صداقت کے معترف ہو کر اُسے قبول کرتے ہیں۔ ان کی زندگیوں کا رنگ بدل جاتا ہے۔ وہ پہلے سے بالکل مختلف ہو جاتے ہیں۔ اُن سے ایسی باتوں کا ظہور ہوتا ہے جن کی توقع عام حالات میں انسان سے نہیں کی جاتی۔ وہ اپنے اُصول کی خاطر دوستیوں اور خونی و قلبی رشتوں تک کو قربان کر دیتے ہیں، وہ اپنے کاروبار، اپنی پوزیشن، اپنے منافع اور اپنی ہر چیز کا نقصان گوارا کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ قید و بند کی تکالیف اور موت کے خطرات تک سہنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ اُن کے خصائل میں تغیر آجاتا ہے۔ یہاں تک کہ اُن کی شکل و صورت، لباس، خوراک اور عام طرزِ زندگی پر بھی اس کے اثرات ایسے نمایاں ہوتے ہیں کہ گرد و پیش کے لوگوں میں وہ اپنی ہر ادا سے پہچان لیے جاتے ہیں۔ ہر شخص اُن کو دیکھ کر کہہ دیتا ہے کہ وہ جا رہے ہیں فلاں تحریک کے حامی![1]

---

[1] سیاسی کشمکش حصہ سوم ص ۲۴۰

"یہی وجہ ہے کہ جب اسلامی انقلاب اپنی ساری خصوصیات کے ساتھ آیا تو وہاں صرف ملک کا طریق انتظام ہی تبدیل نہیں ہوا، بلکہ ذہنیتیں تک بدل گئیں۔ نگاہ کا زاویہ بدل گیا، زندگی کا طرز بدل گیا۔ اخلاق کی دنیا بدل گئی۔ عادات اور خصائل بدل گئے۔ غرض کہ ایک پوری قوم کی کایا پلٹ کر رہ گئی۔ جو زانی تھے وہ عورتوں کی عصمت کے محافظ بن گئے۔ جو چور اور اچکے تھے، اُن کا احساسِ دیانت اتنا نازک ہوگیا کہ دوستوں کے گھر کھانے میں بھی ان کو اس بنا پر تامل تھا کہ مبادا ناجائز طریقہ پر مال کھانے کا اطلاق اس فعل پر بھی ہو جائے، حتیٰ کہ قرآن میں خود اللہ تعالیٰ کو انہیں اطمینان دلانا پڑا کہ اس طرح کے کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں، جو ڈاکو اور لٹیرے تھے وہ اتنے متدین بن گئے کہ اُن کے ایک معمولی سپاہی کو پایۂ تخت ایران کی فتح پر کروڑوں کی قیمت کا شاہی تاج ہاتھ آیا۔ وہ رات کی تاریکی میں اپنے پیوند لگے ہوئے کمبل میں اُسے چھپا کر سپہ سالار کے حوالے کرنے کے لیے پہنچا تاکہ اس غیر معمولی واقعہ سے اس کی دیانت کی شہرت نہ ہو جائے۔ اور اس کے خلوص پر ریاکاری کا میل نہ آجائے۔ وہ جن کی نگاہ میں انسانی جان کی کوئی قیمت نہ تھی، جو اپنی بیٹیوں کو آپ اپنے ہاتھ سے زندہ دفن کرتے تھے۔ ان کے دل میں ان کا اتنا احترام پیدا ہوگیا کہ کسی مُرغ کو بھی بے رحمی سے قتل ہوتے نہ دیکھ سکتے تھے۔ وہ جن کو راست بازی اور انصاف کی ہوا تک نہ لگی تھی اُن کے عدل اور راستی کا یہ حال تھا کہ خیبر کی صلح کے بعد جب ان کا تحصیلدار یہودیوں سے سرکاری معاملہ وصول کرنے گیا تو یہودیوں نے اُس کو بیش قرار رقم اس غرض کے لیے پیش کی کہ وہ سرکاری مطالبہ میں کچھ کمی کر دے، مگر اُس نے رشوت لینے سے انکار کر دیا اور حکومت اور یہودیوں کے درمیان پیداوار کا آدھا آدھا حصہ اس طرح تقسیم کیا کہ دو برابر کے ڈھیر آمنے سامنے لگا دیئے اور یہودیوں کو اختیار دیا کہ دونوں ڈھیروں میں سے جس کو چاہیں، اُٹھا لیں۔ اس نرالی قسم کے تحصیلدار کا یہ طرز عمل دیکھ کر یہودی انگشت بدنداں رہ گئے اور بے اختیار اُن کی زبان سے نکلا کہ اِسی عدل پر زمین و آسمان قائم ہیں۔ اُن کے اندر وہ گورنر پیدا ہوئے جو گورنمنٹ ہاؤسوں میں نہیں، بلکہ رعایا کے درمیان اُن ہی جیسے گھروں میں رہتے تھے۔ بازاروں میں پیدل پھرتے تھے، دروازوں پر دربان نہ رکھتے تھے۔

رات دن میں ہر وقت جو چاہتا تھا، ان سے انٹرویو کر سکتا تھا۔ ان کے اندر وہ قاضی پیدا ہوئے جن میں سے ایک نے ایک یہودی کے خلاف خود خلیفہ کا دعویٰ اس بنا پر خارج کر دیا کہ خلیفہ اپنے غلام اور بیٹے کے سوا کوئی گواہ پیش نہ کر سکے۔ ان کے اندر وہ سپہ سالار پیدا ہوئے جن میں سے ایک نے دورانِ جنگ میں ایک شہر خالی کرتے وقت پورا جزیہ یہ کہہ کر اہل شہر کو واپس کر دیا کہ ہم اب تمہاری حفاظت سے قاصر ہیں۔ لہٰذا جو ٹیکس ہم نے حفاظت کے معاوضہ میں وصول کیا تھا اُسے رکھنے کا ہمیں کوئی حق نہیں۔ ان میں وہ سفیر پیدا ہوئے جن میں سے ایک نے سپہ سالارِ ایران کے بھرے دربار میں اسلام کے اُصول مساواتِ انسانی کا ایسا مظاہرہ کیا اور ایران کے طبقاتی امتیازات پر ایسی برمحل تنقید کی کہ خدا جانے کتنے ایرانی سپاہیوں کے دلوں میں اس مذہبِ انسانیت کی عزت و وقعت کا بیج اُسی وقت پڑ گیا ہوگا۔ ان میں وہ شہری پیدا ہوئے جن کے اندر اخلاقی ذمہ داری کا احساس اتنا زبردست تھا کہ جن جرائم کی سزا ہاتھ کاٹنے اور پتھر مار مار کر ہلاک کر دینے کی صورت میں دی جاتی تھی۔ ان کا اقبال خود آ کر کرتے تھے اور تقاضا کرتے تھے کہ انہیں گناہ سے پاک کر دیا جائے، تاکہ وہ چور یا زانی کی حیثیت سے خدا کی عدالت میں پیش نہ ہوں۔ ان میں وہ سپاہی پیدا ہوئے جو تنخواہ لے کر نہیں لڑتے تھے بلکہ اس مسلک کی خاطر جس پر وہ ایمان لائے تھے، اپنے خرچ سے میدانِ جنگ میں جاتے اور پھر جو مالِ غنیمت ہاتھ لگتا وہ سارا سپہ سالار کے سامنے لا کر رکھ دیتے۔“[1]

---

[1] سیاسی کشمکش حصہ سوم (اسلامی حکومت) صفحہ ۱۸۲، ۱۸۳۔